کیو ٹی وی کا شرعی حکم

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

فہرست کیو-ٹی وی کا شرعی حکم

کیو - ٹی وی
کا
شرعی حکم

''کیوٹی وی'' کے بارے میں ایک سوال کا اہم اور تفصیلی و مدلل جواب،
جس میں اس کے ناجائز ہونے کے دلائل کے ساتھ ساتھ اس کی
مختلف قسم کی قباحتوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

کیو-ٹی وی کا شرعی حکم

الحمد للّٰہ و کفیٰ و سلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ ،اما بعد

تمہید

زیرِ نظر مختصر تحریر دراصل ایک سوال کا جواب ہے جو مجھ سے متعدد لوگوں کی جانب سے بارہا کیا گیا اور میں نے حسب موقعہ اس کا جواب کبھی تحریراً اور کبھی زبانی طور پر، کبھی مختصراً اور کبھی مفصلاً دیا تھا، اور جب میں نے اپنے رسالے ''ٹیلی ویژن اسلامی نقطۂ نظر سے'' کی چوتھی اشاعت کے لئے اس پر ''نظر ثانی'' کی اور اس میں اضافے کا کام کیا تو اس اضافے میں ایک مستقل باب بھی بڑھایا گیا، جس میں ''ٹی وی کے متعلق فقہی احکام'' جمع کئے گئے، اور اس میں 'کیوٹی وی' ' سے متعلق دئے گئے سارے جوابات بھی، اوراق اور اپنے ذہن سے جمع کئے گئے، اور اسکو ایک سوال و جواب کی شکل میں لکھا گیا، زیرِ نظر تحریر وہی سوال و جواب ہے۔

آج ''کیوٹی وی'' کا بھوت اچھے خاصے نمازی و دیندار کہلانے والے لوگوں پر بھی سوار ہے اور اس کو دین اور نیکی سمجھ کر استعمال کیا جا رہا ہے، اور اس کی قباحتوں سے اس طرح صرفِ نظر کر لیا گیا ہے جیسے کہ اس میں کوئی قباحت ہے ہی نہیں۔

اور اس 'کیوٹی وی' کا اس قدر شور و زور ہے کہ نا واقف لوگ اسی کو اپنا دین و ایمان سمجھنے لگے ہیں، اور ان نا واقفین میں سرِفہرست وہ لوگ ہیں جو تعلیم یافتہ طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور خود کو سب سے زیادہ روشن خیال اور حالاتِ زمانے سے واقف کار قرار دیتے ہیں۔

بہر حال اس ''کیو - ٹی وی'' کے بارے میں اصل حقیقت سے آگاہ کرنا ضروری تھا ،اس لئے اس تحریر کو شائع کیا جا رہا ہے ، اگر چہ لوگوں کے حالات و خیالات اوران کے رجحانات کو دیکھتے ہوئے ناامیدی سی ہوتی ہے اور دل کہتا ہے یہ'' نقار خانہ میں طوطی کی آواز'' سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی ،تاہم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اور شہادتِ حق کی ذمہ داری کو پورا کرنے کے خیال سے اس کو پیش کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی امکان سے ہرگز خالی نہیں کہ کوئی اللہ کا بندہ اس کو پڑھ کر ان قبائح سے بچنے کی فکر کرے۔

اسی کے ساتھ ہم نے'' ادارة المباحث الفقهية'' جمعیۃ علماء ہند کے آٹھویں فقہی اجتماع منعقدہ: ۱۷/۱۸/۱۹/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۷/۲۸/۲۹/اپریل ۲۰۰۵ء میں 'ٹی وی' کے موضوع پر منظور شدہ تجاویز بھی آخر میں درج کردئے ہیں۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالے اہل اسلام کو حقائق کے سمجھنے اور غیروں کی سازشوں کا شکار ہونے سے محفوظ رہنے کی توفیق بخشے۔

فقط

محمد شعیب اللہ خان

(مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم)

۶/ربیع الثانی، ۱۴۲۶ھ

۱۵/مئی، ۲۰۰۵ء

سوال

آجکل ’’کیوٹی وی‘‘ (Q - TV) نام کا ایک چینل پاکستان سے مسلمانوں کی جانب سے شروع کیا گیا ہے، جو مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کررہا ہے، جس میں درجِ ذیل پروگرام نشر کئے جاتے ہیں: (۱) تلاوتِ کلام اللہ (۲) حمد ونعت و قوالی، اور اس میں خواتین اور لڑکیاں بھی حصہ لیتی ہیں اور دف بجاتی ہوئی دکھائی جاتی ہیں (۳) دینی عنوانات پر علماء کی تقاریر و بیانات (۴) دینی سوالات کے جوابات (۵) مشکلاتِ زندگی کا حل، اور اس کے لئے کوئی صاحب، استخارہ کر کے جواب دیتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ

(۱) اس چینل کا دیکھنا شرعاً کیسا ہے، کیا اس میں شرعی نقطۂ نظر سے کوئی بات غلط ہے؟

(۲) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے اشاعتِ اسلام ودعوتِ اسلام کا کام بحسن وخوبی انجام دیا جاسکتا ہے، کیا یہ بات درست ہے؟

براہِ کرم تفصیل کے ساتھ جواب دیں اور مدلل جواب سے سرفراز فرمائیں؟

الجواب ومنہ الصواب

تمہید

افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمان دینِ اسلام سے اس قدر دور ہوچکے ہیں کہ ان کو اسلام اور غیر اسلام میں فرق کرنا مشکل ہوگیا ہے اور وہ ہر اس چیز کو جو دین کے

نام سے ان کے سامنے آجائے، دین سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور قطعاً اس بات کی زحمت گوارانہیں کرتے کہ اسلام کے نام سے آنے والی اس چیز کے بارے میں یہ تحقیق کریں کہ کیا یہ چیز واقعی اسلام ہے یا محض اسلام کے نام پر دھوکہ ہے؟ حالانکہ شروع دور سے ایسا ہوتا رہا ہے کہ اسلام کے نام پر لوگ مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہے ہیں، اور بالخصوص اس دور میں مسلمانوں کو دینِ اسلام سے دور کرنے کے لئے یہ حربہ بہت زیادہ استعمال کیا جا رہا ہے، اس لئے اولاً یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جو بھی چیز اسلام کے نام پر آجائے اس کو بلاتحقیق اسلام اور اسلامی چیز نہیں سمجھ لینا چاہئے، بلکہ تحقیق کرنا چاہئے کہ اس کی اصلیت کیا ہے؟ پس جو لوگ ''کیوٹی وی'' کو بلاتحقیق ''اسلام'' کا نمائندہ سمجھ رہے ہیں، وہ بہت بڑے دھوکہ میں مبتلا ہیں، اور اس سے بھی بڑے فراڈ کا وہ لوگ شکار ہیں جو اسکو ''اسلامی ٹی وی'' کا نام دیتے ہیں، اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی ''اسلامی ناچ'' اور ''اسلامی باجا'' کا نام دیکر کسی چیز کو رائج کرے، غور کیا جائے کہ کیا محض ''اسلام'' کا نام دیدینے سے کوئی ناجائز وحرام چیز جائز، اور ''اسلامی'' چیز بن جائے گی؟ اور مباح اور حلال قرار دے دی جائے گی؟

اس تمہید کے بعد عرض ہے کہ ''کیوٹی وی'' جس کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کے بارے میں بہت سے لوگ سوال کرتے رہتے ہیں، اس لئے اس کا جواب قدرے تفصیل سے دیا جاتا ہے:۔

''کیوٹی وی'' اور دوسرے ''ٹی وی چینل'' میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں ہے، جو وجوہِ حرمت دوسرے ''ٹی وی'' چینلوں میں موجود ہیں وہ ''کیوٹی وی'' میں بھی موجود ہیں، مثلاً:

جاندار کی تصاویر

(۱) جاندار کی تصاویر جن کا حرام ہونا معلوم ومسلم ہے، وہ ''کیوٹی وی'' میں بھی موجود ہیں۔ تصویر کی حرمت پر چند احادیث لکھتا ہوں تا کہ عبرت ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

﴿دَخَلَ عَلَيَّ رسولُ اللّٰه ﷺ و في البيتِ قِرامٌ فيهِ صُوَرٌ، فَتلوّنَ وجهُه، ثم تَناولَ السِّترَ، فَهَتَكَه، ثم قال: إن من أشد الناس عذاباً يوم القيامة الذين يشبهون بخلق اللّٰه﴾ (۱)

(ایک بار رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، جبکہ گھر میں ایک باریک پردہ تھا جس میں تصاویر تھیں۔ آپ کا رنگ بدل گیا اور آپ نے اس پردے کو لیا اور پھاڑ ڈالا پھر فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب والوں میں سے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی صفتِ تخلیق میں اس کی نقل اتارتے ہیں)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

﴿سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ﴾ (۲)

(میں نے اللہ کے رسول کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک تصویر ساز کو تصویر سازی کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ:

---

(۱) بخاری:۵۶۴۴ واللفظ لہ، مسلم:۳۹۳۷

(۲) بخاری:۵۴۹۴، مسلم:۳۹۴۳، نسائی:۵۲۶۹، احمد:۳۲۷۷

﴿سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ يَقُوۡلُ: وَمَنۡ أَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذَهَبَ يَخۡلُقُ كَخَلۡقِيۡ، فَلۡيَخۡلُقُوۡا حَبَّةً ، فَلۡيَخۡلُقُوۡا ذَرَّةً﴾

(میں نے اللہ کے رسول کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو میری (یعنی اللہ کی) طرح تخلیق کرنے لگا (وہ کسی جاندار کو تو کیا پیدا کرے گا) ذرا ایک دانہ یا ایک ذرہ ہی بنا کر دکھادے) (۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

﴿إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمۡ يَكُنۡ يَتۡرُكُ فِيۡ بَيۡتِهٖ شَيۡئاً فِيۡهِ تَصَالِيۡبُ إِلَّا نَقَضَهٗ﴾

(نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز بغیر توڑے نہیں چھوڑتے تھے جس میں تصاویر ہوں) (۲)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپ سے ایک سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ:

﴿سَمِعۡتُ مُحَمَّداً ﷺ يَقُوۡلُ: مَنۡ صَوَّرَ صُوۡرَةً فِيۡ الدُّنۡيَا كُلِّفَ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ أَنۡ يَنۡفَخَ فِيۡهَا وَ لَيۡسَ بِنَافِخٍ﴾ (۳)

(میں نے محمد ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص دنیا میں کوئی (جاندار کی) تصویر بناتا ہے تو قیامت کے دن اس کو کہا جائے گا کہ اس میں روح ڈال، مگر وہ روح ڈال نہ سکے گا)

ان احادیث سے جاندار چیزوں کی تصاویر کی حرمت واضح ہے، اور ''کیو ٹی وی'' میں جاندار کی تصاویر ہوتی ہیں، تو اس کے جائز ہونے کا کیا سوال؟ حرمتِ

(۱) بخاری: ۵۴۹۷، مسلم: ۳۹۴۷، احمد: ۶۸۶۹، ابن ابی شیبہ: ۵/۲۰۰ (۲) بخاری: ۵۴۹۶، ابوداؤد: ۳۶۲۱، احمد: ۲۴۹۴۶ (۳) بخاری: ۵۵۰۶، مسلم: ۳۹۴۶، نسائی: ۵۲۶۳، احمد: ۲۰۵۴

تصویر، اور ٹی وی کی صورتوں کا اس حکم میں داخل ہونا اور اس سلسلہ میں پیش آنے والے سوالات کا حل و جواب میرے رسالہ ''ٹیلی ویژن اسلامی نقطۂ نظر سے'' میں دیکھا جائے۔

فحش و بے حیائی

(۲) اس 'کیو ٹی وی' میں لڑکیوں اور عورتوں کی تصاویر بھی دکھائی جاتی ہیں، یہ مطلق تصاویر سے زیادہ فساد انگیز ہیں، اور شہوانیت کو فروغ دینے والی ہیں، اور یہ سب بے حیائی و فحش میں داخل ہے جس کی حرمت میں کسی مسلمان کو شبہ کی گنجائش نہیں۔

گانا بجانا اور قوالی

(۳) قوالی کے نام سے جو گانا بجانا ہوتا ہے، وہ بھی حرام و ناجائز ہے؛ کیونکہ گانے بجانے پر حدیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں، یہاں صرف ایک حدیث نقل کرتا ہوں:

﴿عَنْ أبي هريرة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا: يُمْسَخُ قَوْمٌ مِّنْ أُمَّتِيْ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَيَشْهَدُوْنَ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، قَالَ: نَعَمْ وَيُصَلُّوْنَ وَيَصُوْمُوْنَ وَيَحُجُّوْنَ، قَالُوْا : فَمَا بَالُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ اِتَّخَذُوْا الْمَعَازِفَ وَالْقَيْنَاتِ وَالدُّفُوْفَ وَيَشْرَبُوْنَ هٰذِهِ الْاَشْرِبَةَ، فَبَاتُوْا عَلٰى لَهْوِهِمْ، فَاَصْبَحُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ﴾

(اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء (۱۱۹/۳) میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الملاھی میں (کمافی نیل الاوطار : ۸۶/۲ وعون المعبود: ۵۹/۱۱) اور سعید بن منصور نے سنن میں (کما فی المحلیٰ لابن حزم الظاھری: ۵۶۴/۷) روایت کیا ہے)

(حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگ بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ ہوجائیں گے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وہ توحید ورسالت کا اقرار کرتے ہوں گے؟ فرمایا: ہاں، وہ (برائے نام) نماز، روزہ، اور حج بھی کریں گے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! پھران کا یہ حال کیوں ہوگا؟ فرمایا: وہ آلاتِ موسیقی، رقاصہ عورتوں اور طبلہ اور سارنگی وغیرہ کے رسیا ہوں گے اور شرابیں پیا کریں گے (بالآخر) وہ رات بھر مصروفِ لہوولعب رہیں گے اور صبح ہوگی تو بندر اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہوچکے ہوں گے۔ (معاذاللہ)

اس حدیث کی شرح میں بندہ نے اپنی کتاب ''حدیث نبوی اور دور حاضر کے فتنے'' میں جولکھا ہے اس کو یہاں نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے:

''اس حدیث میں ان مسلمانوں کا ذکر کیا گیا ہے جو بظاہر نمازی بھی ہوں گے، روزہ کے پابند بھی ہوں گے اور حج پر حج بھی کریں گے، مگر اسی کے ساتھ گانے بجانے ناچنے نچانے اور ڈھول باجے اور میوزک وموسیقی کے دلدادہ اور شراب کے عادی اور رسیا ہوں گے، ان کو اللہ تعالیٰ خنزیر اور بندر کی شکل میں مسخ کردیں گے، یہ لوگ رات بھر مصروفِ لہوولعب رہ کر سوئیں گے اور جو صبح اٹھیں گے تو مسخ شدہ اٹھیں گے۔

اسلام میں گانا بجانا، رقص وناچ حرام ہے اور شراب کا حرام ہونا سب کو معلوم ہے۔ جب لوگ اس کے عادی ہوجائیں گے اور بظاہر نماز روزہ کے پابند اور حج پر حج کرکے نیک نامی حاصل ہونے کے باوجود وہ ان برائیوں میں مبتلا ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو خنزیر اور بندر کی شکل میں تبدیل کردیں گے۔ افسوس کہ آج بہت سے دیندار کہلانے والے اور نمازوں اور روزوں کے پابند اور حج پر حج کرنے والے

اورعمرے پر عمرے کرنے والے لوگ بھی اپنے گھروں میں ٹی وی رکھ کر اس کا استعمال گانے بجانے اور فلموں اور ناچ ورقص دیکھنے کیلئے کرتے ہیں اور تقریبوں میں بلاروک ٹوک یہ ساری برائیاں عام ہوچکی ہیں۔ اس طرح بہت سے نوجوانوں اور بوڑھوں میں شراب اور نشہ کی علت پڑی ہوئی ہے اور بالخصوص کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے ہزاروں سے متجاوز نوجوان اس کے عادی ہوچکے ہیں جبکہ اللہ کے رسول علیہ السلام نے ان امور پر اتنی سخت وعید سنائی ہے۔ (۱)

اور یاد رہے کہ قوالی میں اور عام گانے بجانے میں حکم کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں، بلکہ غور کیا جائے تو عام گانوں سے زیادہ قباحت و شناعت قوالی میں ہے؛ کیونکہ عام گانوں کو لوگ دین نہیں سمجھتے، اور قوالی کو جو کہ غیر اسلامی بلکہ خلافِ اسلام چیز ہے، اس کو لوگ دین سمجھتے ہیں اور غیر دین اور خلافِ دین کو دین سمجھنا بدترین جرم ہے، اور یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے یہود ونصاری گمراہ ہوئے۔

جب وجوہِ حرمت اس میں بھی موجود ہیں تو اس کے جائز ہونے کا کوئی سوال ہی سرے سے پیدا نہیں ہوتا، اس لئے یہ ''کیوٹی وی چینل'' بھی ناجائز ہے۔

اور اس پر مستزاد یہ کہ اس میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے یہ ''کیوٹی وی چینل'' اسلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے ایک خطرہ اور فتنہ ہے۔

دین کی بے حرمتی

(۱) اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ 'ٹی وی' تحصیل علم وادب کا آلہ نہیں، بلکہ عام حالات اور اس کے عمومی استعمال کے لحاظ سے موجودہ دور کا سب سے بڑا آلۂ لہو ولعب ہے؛ کیونکہ ''ٹی وی'' عموماً تفریح ودل بہلائی، اور فحش ومنکر گانے بجانے کے

(۱) حدیث نبوی اور دور حاضر کے فتنے: ۱۲۳-۱۲۴

لئے استعمال کیا جاتا ہے، اس کے ذریعہ دین اسلام کی اشاعت یا تعلیم، ایک قسم کا دین سے مذاق بن جاتا ہے اور لوگوں میں اس کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی، بلکہ وہ اس کو بھی ایک تفریح و مستی ہی خیال کرنے لگتے ہیں اور دین کا جو اہتمام ہونا چاہئے وہ بالکل نہیں رہتا۔

یہاں یہ بات ہرگز فراموش نہ کرنا چاہئے کہ دین اسلام میں اور دیگر دنیوی مذاہب میں بہت بڑا فرق ہے، دین اسلام بڑا حساس و نازک دین ہے اور دیگر مذاہب بے حس و کثیف ہیں، ان ادیان میں جس طرح چاہے کیا جا سکتا ہے مگر اسلام میں ہر کام اصول و طریقے کے مطابق ہونا چاہئے۔

یہی وجہ ہے کہ حدیث میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

﴿ اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَ اَصْوَاتِهَا وَ اِيَّاكُمْ وَ لُحُوْنَ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ وَ اَهْلِ الْفِسْقِ ﴾ (۱)

(قرآن عرب کے لحن و لہجوں میں پڑھو اور اہل کتاب یہود و نصاری اور اہل فسق کے لہجوں سے بچو)

اس حدیث میں غور طلب بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے قرآن کو اہل کتاب اور اہل فسق کے لب و لہجے میں پڑھنے سے منع کیا ہے، کیونکہ ان کا جو طریقہ ہے وہ قرآن کی تقدیس کے مناسب و شایان شان نہیں ہے، حالانکہ اس طرح بھی اسلام کی اور قرآن کی تحصیل بلکہ دعوت و تبلیغ کا امکان موجود ہے۔ مگر اس قسم کی تحصیل اور دعوت و تبلیغ کو درخور اعتناء نہیں سمجھا گیا۔

---

(۱) معجم اوسط: ۷/۱۸۳، شعب الایمان: ۲/۵۴۰

نیز امام بیہقی نے لکھا ہے کہ حمام، بیت الخلا اور گندے مقامات پر قرآن کی تلاوت ترک کر دینا چاہیئے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کے سلام کا جواب اس وقت نہیں دیا جبکہ انہوں نے آپ کو پیشاب کرتے وقت سلام کیا تھا، پھر بعد میں ان سے فرمایا کہ ''جب تم مجھے اس حال میں دیکھو تو سلام نہ کرنا''، امام بیہقی کہتے ہیں کہ جب پیشاب کرتے وقت سلام کا جواب بھی نہ دینا چاہیئے تو اس وقت قرآن کی تلاوت تو اس سے بھی زیادہ مکرم ومعزز ہے۔(۱)

نیز امام بیہقی ہی نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے ابو موسی کو خط میں لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ شہری لوگوں نے حمام بنا لئے ہیں پس کوئی مسلمان ان میں بغیر پاجامہ کے داخل نہ ہو اور وہاں اللہ کا نام نہ لے جب تک کہ وہاں سے نکل نہ جائے۔(۲)

الغرض دین اسلام میں ادب واحترام بہت اہم ہے، اس لئے دین کو بڑے اہتمام سے حاصل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور آج لوگ غیروں کی دیکھا دیکھی اسلام کو بھی اسی طرح حاصل کرنا چاہتے ہیں جیسے دوسرے مذاہب والے اپنا دین حاصل کرتے ہیں۔اور علماء کو مشورہ بھی دیتے ہیں کہ تم بھی ان کی طرح کرو، مگر یہ سب دراصل دین سے اور دین کے مزاج سے ناواقفیت کی وجہ سے ہوتا ہے، اور اس قسم کے آلات کے ذریعہ دین کی اشاعت وخدمت اور تبلیغ ودعوت، دراصل گندگی کے ذریعہ دین کی خدمت ودعوت کے مترادف ہے۔

تحریف دین

(۲) اس میں جو کچھ دکھایا اور دیکھا جاتا ہے، عام لوگ اس کو اسلام اور اسلامی

(۱) شعب الایمان:۲/۵۳۶ (۲) شعب الایمان:۲/۵۳۶

چیز سمجھتے ہیں، جبکہ اس میں متعدد امور سراسر خلافِ شرع ہیں، جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا۔ اور یہ بات بہت ہی واضح ہے کہ غیرِ اسلام کو اسلام سمجھنا یا سمجھانا، دین میں تحریف ہے جس کی کوئی ادنی مسلمان بھی اجازت نہیں دے سکتا، چہ جائیکہ معتبر و مستند علماء اس کو جائز قرار دیدیں؟

مجہول یا غیر متشرع لوگوں کا بیان وتفسیر

(۳) اس میں بیان وخطاب اور تفسیر کرنے والوں میں سے جو معروف ہیں، ان کا علمی معیار بھی مخدوش ہے اور نظریہ بھی مخدوش ہے، نیز اس میں بہت سے بدعت نواز اور جدت پسند اور آجکل کی زبان میں لبرل مسلمانوں (LIBERAL MUSLIMS) کو اسلام کا نمائندہ بنادیا گیا ہے اور جو غیر معروف لوگ اس میں آتے ہیں، ان کا نہ علمی معیار معلوم اور نہ ان کے نظریات کا پتہ، کہ وہ کون اور کیسے لوگ ہیں, حالانکہ اسلام میں دین کے سلسلہ میں اس بات کی بڑی اہمیت ہے کہ جن سے دین حاصل کیا جائے وہ علم وعمل اور نظر وفکر کے لحاظ سے صحیح اور قابلِ اعتبار ہوں، اسی لئے امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں حضرت ابن المبارکؒ کا قول نقل کیا ہے کہ: الإسناد من الدين، ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء (سند دین میں سے ہے اور اگر سند کا سلسلہ نہ ہوتا تو ہر کوئی دین میں جو چاہتا کہہ دیتا) (۱)

نیز ان ہی کا قول ہے کہ وہ علی الاعلان فرمایا کرتے تھے کہ عمرو بن ثابت کی حدیث کو چھوڑ دو، کیونکہ وہ اسلاف کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ (۲)

اور امام ابنِ سیرین نے فرمایا کہ:

"پہلے پہلے علماء، حدیث کی سند نہیں پوچھتے تھے، لیکن جب فتنہ واقع ہوا تو پھر وہ

(۱) صحیح مسلم: ۱۲/۱ (۲) صحیح مسلم: ۱۲/۱

پوچھنے لگے کہ تمہارے راوی کون ہیں؟ تا کہ راوی اگر اہل سنت میں سے ہے تو اس کی حدیث لی جائے اور اگر اہلِ بدعت میں سے ہو تو اس کی حدیث نہ لی جائے"۔ (۱)

اور حضرت سلیمان بن موسیٰؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت طاؤسؒ سے عرض کیا کہ فلاں نے مجھ سے ایسی ایسی حدیث بیان کی تو حضرت طاؤسؒ نے فرمایا کہ اگر وہ ثقہ اور قابلِ اعتبار ہے تو اس سے حدیث حاصل کرو۔ (۲)

نیز محدث خطیب بغدادیؒ نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً اور حضرت ابو ہریرہؓ سے موقوفاً دونوں طرح سے روایت کیا ہے کہ:

﴿ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ، فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَهُ ﴾

(یہ علم تو دین ہے، لہٰذا یہ دیکھ لو کہ تم کس سے دین حاصل کر رہے ہو؟)

اور دارمی اور خطیب نے یہی بات حضرت امام محمدؒ سے بھی نقل کی ہے۔ (۳)

اور حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ اسلاف کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جب کسی شخص کے پاس علم حاصل کرنے جاتے تو اس کی نماز اور اس کا طریقہ اور اس کی حالت دیکھتے، پھر اس سے علم حاصل کرتے۔ (۴)

اسی طرح حضرت ابو العالیہؒ جو مشہور محدث ہیں، انہوں نے فرمایا کہ ہم کسی کے پاس علم لینے کو جاتے تو ہم اس کی نماز کو دیکھتے، اگر وہ نماز کو باحسنِ طریق انجام دیتا تو ہم اس کے پاس بیٹھتے، ورنہ واپس چلے آتے۔ (۵)

اس سے اسلافِ کرام جن پر احادیث کا دارومدار ہے، ان کا حکم اور طرزِ عمل

---

(۱) صحیح مسلم: ۱/۱۱، سنن دارمی: ۱/۷۶ (۲) صحیح مسلم: ۱/۱۲، سنن دارمی: ۱/۷۶
(۳) الجامع لاخلاق الراوی للخطیب: ۱/۱۲۸، سنن دارمی: ۱/۷۶
(۴) سنن دارمی: ۱/۷۶، الجامع لاخلاق الراوی للخطیب: ۱/۱۲۸ (۵) سنن دارمی: ۱/۷۶

معلوم ہوا کہ دین کا علم جن لوگوں سے حاصل کیا جاتا ہے ان کا دیندار، ثقہ و قابلِ اعتبار، اور اہلِ سنت میں سے ہونا لازمی ہے اور کج روی اور کج فکری، اور بدعات و محدثات سے دور رہنا بھی ضروری ہے، اور جب تک اس کی تحقیق نہ ہو، کسی کو دین کا رہبر مان لینا اور اس سے علم دین حاصل کرنا دین وایمان کے لئے خطرہ ہے۔

اب ذرا سوچئے کہ کیا ''ٹی وی'' یا ''کیو ٹی وی'' سے قرآن و حدیث اور دیگر علومِ دینیہ کا حاصل کرنا، اس اصول پر پورا اُترتا ہے؟ کیا اس کے پردے پر آنے والی شخصیات کا علم وعمل، نظر وفکر، تقوی و پرہیزگاری وغیرہ امور میں قابلِ اعتبار ولائقِ اعتماد ہونا مسلم ومعروف ہے؟ ظاہر ہے کہ اس اصول پر یہ چیز منطبق نہیں ہوتی۔ منطبق تو کیا ہوتی بلکہ ہمیں یہ ''کیو ٹی وی'' دیکھنے والے بعض لوگوں سے معلوم ہوا کہ اس میں داڑھی کٹے ہوئے اور وضع قطع کے لحاظ سے غیر متشرع لوگ بھی پیش کئے جاتے ہیں اور وہ وعظ وتقریر کرتے ہیں۔

دینی اصطلاحات میں ردو بدل

(۴) اس سلسلہ کی ایک بہت ہی خطرناک چیز یہ ہے کہ ''کیو ٹی وی'' میں استخارے کے نام پر فال کھولا جاتا ہے جس کو عربی میں کہانت کہا جاتا ہے اور وہ اسلام میں ناجائز ہے۔ یاد رکھئے کہ یہاں بات صرف یہ نہیں ہے کہ فال کھولا جارہا ہے، بلکہ یہاں ایک خالص غیر اسلامی چیز یعنی ''فال'' (کہانت) کو ایک خالص اسلامی اصطلاح یعنی ''استخارہ'' کا نام دیکر دین میں تحریف کی جارہی ہے، اور لوگ فال کو ''استخارہ'' سمجھ کر اسکو اختیار کررہے ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ''استخارہ'' کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی معاملہ اور مسئلہ ایسا پیش آجائے جو انسان کو متذبذب اور پریشان کردے تو اس سلسلہ میں اللہ تعالے

سے روحانی طور پر رہنمائی چاہی جاتی ہے، شریعت نے اس کے لئے ایک دعاء بھی بتائی ہے اور اس کی نماز بھی بتائی ہے، حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ ہمیں تمام (جائز و مباح) امور میں اس طرح استخارہ کی تعلیم دیتے تھے جیسے قرآن کریم کی سورت سکھایا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ جب بھی تم لوگوں میں سے کسی کو کسی کام کا ارادہ ہو تو اولاً دو رکعت نفل نماز پڑھے پھر یہ دعاء پڑھے اور دعاء میں اپنی حاجت کو ذکر کرے:

﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَسْتَخِيْرُکَ بِعِلْمِکَ وَأَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَأَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ،اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِیْ فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ[اَوْقال: فِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَ آجِلِهٖ] فَاقْدِرْهُ لِیْ وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِیْ فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ[او قال: فِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَ آجِلِهٖ] فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِ رْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ ﴾(۱)

پھر علماء نے فرمایا کہ دعاء کے بعد جو بات دل میں آئے اس کو من جانب اللہ سمجھ کر عمل کرے، ان شاء اللہ اسی میں خیر ہوگا۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ ''استخارہ'' خالص اسلامی چیز ہے اور اسلام میں اس کا ایک طریقہ بھی بتایا گیا ہے اور اس کی حقیقت کسی جائز معاملہ میں اللہ تعالے سے خیر کا پہلو چاہنا اور اس کے لئے اللہ تعالے سے رہنمائی چاہنا ہے۔

(۱) بخاری: ۵۹۰۳، ترمذی: ۴۴۲، ابو داؤد: ۱۳۱۵، ابن ماجہ: ۱۳۷۳، نسائی: ۳۲۰۱، احمد: ۱۴۱۸۰

(۲) فتح الباری: ۱۱/۱۸۷،

اس کے بالکل برعکس فال (کہانت) یہ ہے کہ غیب کی خبریں بیان کی جائیں، جن کی صحت اور صداقت کی کوئی ضمانت نہیں، بلکہ عموماً اس میں جھوٹ اور دھوکہ ہوتا ہے اور ایک سچ کے ساتھ کئی جھوٹ کی ملاوٹ ہوتی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔

اور ''کہانت'' اسلام میں حرام ہے اور اس پر سخت سے سخت وعیدیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ایک حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

﴿مَنْ اَتیٰ عَرَّافاً فَسَأَلَهُ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُقْبَلْ لَهُ صَلٰوۃُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً﴾ (۱)

(یعنی جو شخص عراف یعنی غیب کی باتیں بتانے کا دعوی کرنے والے کے پاس آئے اوراس سے کوئی بات پوچھے تو اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی)

اور مسندِ احمد کی روایت میں '' فسأله'' کی جگہ '' فصدقه'' آیا ہے۔ (۲)

اس حدیث میں عراف کے پاس جانے اوراس سے سوال کرنے اور پوچھنے پر سخت وعید بیان کی گئی ہے،اور عراف کیا ہے؟ علماء نے فرمایا کہ عراف کاہن اور نجومی کو کہتے ہیں اور علامہ خطابیؒ نے فرمایا کہ عراف وہ ہے جو مسروقہ مال اور گم ہو جانے والی چیزوں کی جگہ اوراس جیسی باتوں کے بتانے کا دعوی کرتا ہو۔ (۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں کہانت اور غیب کی خبروں کا بتانا ناجائز ہے، اور اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

اب غور کیجئے کہ کہاں وہ ''استخارہ'' جس کا حکم دیا گیا ہے اوراس کی اہمیت بیان کی گئی ہے،اور کہاں یہ کہانت جس پر سخت وعید بیان کی گئی ہے؟

''کیوٹی وی'' میں ''استخارہ'' کا نام دیکر ایک حرام اور ناجائز چیز کو پیش کیا جارہا ہے اور

(۱) مسلم:۴۱۳۷ (۲) مسندِ احمد:۱۶۰۴۱ (۳) التعلیق الصبیح:۵/۴۷

اس طرح اسلام میں تحریف کی جارہی ہے، جس کی کسی مسلمان سے کبھی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اب سوچئے کہ کیا اس کی اجازت دی جانی چاہئے یا اس کا مسلمانوں کو بیکاٹ کرنا چاہئے؟

بدعات وخرافات کی ترویج

ان ساری باتوں کے علاوہ ایک بہت ہی اہم اور خاص بات جو ''کیو ٹی وی'' کے بارے میں جان لینے کی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ ایک مخصوص ذہنیت کے حامل لوگوں کی جانب سے جاری کیا گیا ہے جو بدعات وشرکیات اور بزرگان دین کے نام پر دین سے مذاق وتلعب کے عادی بلکہ اس کے پرزور داعی ہیں، اور تمام اہل حق کے مخالف اور اہل اللہ کی تعلیمات سے بے نیاز، اس ذہنیت کے حامل لوگوں کی جانب سے اسلام کی جس طرح اور جیسی کچھ نمائندگی ہوسکتی ہے، اس کا اندازہ لگانا کسی بھی اہل حق کے لئے مشکل نہیں، بشرطیکہ وہ واقعی اہل حق ہو۔ اسی لیے سنا جاتا ہے کہ اس کیو ٹی وی میں عام طور پر قوالی اور بزرگان دین کی مزارات کی زیارت وعرس وفاتحہ اور گیارھویں و بارھویں کے مناظر پیش کئے جاتے ہیں اور اس قسم کی بدعات کی ترغیب دی جاتی ہے۔

کیا کیوٹی وی آلۂ علم وتبلیغ ہے؟

رہا بعض حضرات کا یہ کہنا کہ اس سے ہم کو علم حاصل ہوتا ہے، اور بعض کا اس بھی بڑھ کر یہ کہنا کہ یہ آلۂ دعوت وتبلیغ اسلام ہے، تو ان حضرات سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے علم کے دیگر تمام صحیح اور معتبر ذرائع کو استعمال کرلیا ہے؟ اور اب کیا صرف یہی ایک طریقہ باقی رہ گیا ہے جس سے آپ اب علمِ دین حاصل کرنا اور ذوقِ دین وشوقِ دین پورا کرنا چاہتے ہیں؟ یا یہ کہ علم کے دیگر تمام ذرائع دنیا سے مفقود و ناپید ہوچکے ہیں؟

یاد رکھنا چاہیئے کہ علمِ دین اور ذوقِ دین تو حاملینِ دین و بزرگانِ دین کی معیت وصحبت اوران کی خدمت سے حاصل ہوتے ہیں۔

شاعر نے خوب اور سچ کہا ہے ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

جب کتابوں اور وعظوں سے بھی دین پیدا نہیں ہوتا تو ''ٹی وی'' دیکھ کر کیسے دین کا علم اور دین کا ذوق آپ کے اندر پیدا ہو جائے گا؟

آج ایک طبقہ علمِ دین اور ذوقِ دین کے نام پر اسی طرح بھٹک رہا ہے اور ریڈیو، ٹی وی، اور کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعہ عالم و فاضل بن جانا چاہتا ہے، میں پوچھتا ہوں کہ اسی طرح ڈاکٹر اور انجینئر اور مختلف دنیوی علوم کی تحصیل کے لئے ان چیزوں پر کیوں اکتفاء نہیں کرتے؟ اور اگر بالفرض کوئی ایسا کرے تو کیا کوئی اس علم کو علم قرار دیگا اور اس پر اعتماد کرے گا؟

آپ واقعی علمِ دین کے شوقین ہیں اور ذوقِ دین اور دین کی تڑپ اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں تو علماءِ دین اور بزرگانِ دین کی خدمت میں جایئے اور فیض اُٹھایئے، اس بے غبارِ شرعی طریقے کو چھوڑ کر اس سوال وجواب کے پیچھے پڑنا کہ ''ٹی وی'' سے دین حاصل کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے یہ ایک شیطانی فریب ہے، جس سے بچ کر رہنا چاہیئے۔

اسی طرح ان حضرات سے یہ کہنا چاہوں گا جو اس کو آلۂ دعوت وتبلیغ اسلام قرار دیتے ہیں کہ اس سے کتنے لوگوں نے اسلام کو سمجھا ہے اور کتنے لوگ اسلام میں داخل ہوئے؟

فقط

محمد شعیب اللہ خان

تجاویز

منظور کردہ آٹھواں فقہی اجتماع، بنگلور

"ادارة المباحث الفقهية" جمعیۃ علماء ہند کے آٹھویں فقہی اجتماع منعقدہ ۱۷/۱۸/۱۹/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۷/۲۸/۲۹/اپریل ۲۰۰۵ء بمقام مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ ہال، عیدگاہ جدید، ٹیانری روڈ، بنگلور، میں "ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا دینی مقاصد کے لئے استعمال" کے موضوع پر غور وخوض کے بعد درجِ ذیل امور طے کئے گئے۔

(۱) آج ٹیلی ویژن پر زیادہ تر فحاشی، عریانیت، اور مخرب اخلاق پروگراموں کا غلبہ ہے، ۲۴ گھنٹے اس کے مختلف چینلوں پر رقص وسرود اور حد درجہ شرمناک مناظر دکھائے جاتے ہیں۔ پھر ڈِش اینٹینا اور پرائیویٹ کیبل چینلوں نے تو تمام اخلاقی اور انسانی حدوں کو پار کردیا ہے، اور آج ٹی وی زدہ معاشرہ جن شرمناک حرکتوں میں ملوث ہے وہ نا قابلِ بیان ہیں، اور جس گھر میں ٹیلی ویژن ہو وہاں کے لوگوں کا اس کے مخرب اخلاق پروگراموں سے بچنا تقریباً محال ہے۔ لہٰذا ٹیلی ویژن گھر میں رکھنا اور اس کے پروگراموں کو دیکھنا ناجائز ہے، جس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

(۲) اسلام میں بلاضرورت شرعی تصویر کھنچوانا ناجائز ہے۔ لیکن اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ پر اعداء اسلام یا شر پسند فرقہ پرست طاقتوں کی طرف سے کوئی ایسی چیز سامنے آئے جس سے اسلامی عقائد اور احکام واقدار پر زد پڑتی ہو اور اس کا مناسب جواب نہ دینے سے اسلام کی شبیہ بگڑنے یا مسلمانوں کے نا قابلِ تلافی نقصان کا اندیشہ ہو، تو اس کے دفاع کے لئے ٹیلی ویژن کے کسی پروگرام پر آنے کی ضرورۃً گنجائش ہے۔

(۳) اسلامی ٹی وی چینل قائم کرنے کو اگر چہ موجودہ دور کی ضرورت کہا جاتا ہے لیکن مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد یہ فقہی اجتماع اس نتیجہ پر پہنچا کہ اولاً علیحدہ اسلامی چینل قائم کرنا عملاً مشکل ترین امر ہے؛ اور اگر ایسا چینل وجود میں آ بھی جائے تو اس کے ذریعہ سے فوائد کے مقابلے میں نقصانات کہیں زیادہ ہیں؛ کیونکہ اس طرح کے چینلوں کو بہانہ بنا کر لوگ ٹیلی ویژن کے فحش پروگراموں تک بآسانی رسائی حاصل کر لیں گے؛ اور دیگر باطل فرقوں کے چینلوں سے اس کا امتیاز بھی دشوار ہوگا۔ نیز عام لوگوں کی دلچسپی کی چیزیں شامل کئے بغیر خالص اسلامی چینل کے ناظرین کی تعداد غیر معمولی حد تک کم ہوگی اور متوقع فوائد حاصل نہ ہو سکیں گے۔ ان وجوہ سے اسلامی چینل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۴) انٹرنیٹ اس دور میں ایسا معلوماتی ذریعہ ہے جس میں ہر طرح کے اچھے اور برے پروگرام پائے جاتے ہیں، گو کہ آج زیادہ تر اس ذریعہ کو ناجائز اور حرام چیزوں میں استعمال کیا جا رہا ہے، لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس کو اگر شرعی حدود میں رہ کر استعمال کیا جائے تو منکرات وفواحش سے بچتے ہوئے اس سے عظیم تعلیمی، تجارتی اور انتظامی وغیرہ فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے یہ فقہی اجتماع انٹرنیٹ کے جائز حدود میں استعمال کو جائز قرار دیتا ہے اور اس کے ناجائز استعمال کو ناجائز اور حرام قرار دیتا ہے۔

نوٹ: تمام شرکاء نے اس تجویز سے مکمل اتفاق کیا، البتہ مفتی اشفاق صاحب (سرائے میر) نے شق ۲ سے جزوی اختلاف کرتے ہوئے یہ نوٹ تحریر کیا کہ ''ٹیلی ویژن پر آنے کی اجازت'' سے مجھے اتفاق نہیں ہے، تجویز ۳ سے تضاد محسوس ہوتا ہے، اور ٹیلی ویژن کے جواز کا دروازہ کھلتا ہے۔